کونڈوں کی نیاز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے ہے یا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے لیے؟

ریفرنس نمبر: lar 3879
تاریخ: 17-03-2020

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کونڈوں کا ختم شریف حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے لیے ہے یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے؟ کیا یہ ختم دلانا، جائز ہے؟ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ 22 رجب کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا ہے، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا نہیں ہوا، کونڈوں کا ختم دلانا بدمذہبوں کا طریقہ ہے۔ یعنی وہ اس کے ذریعے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کی خوشی مناتے ہیں، لہٰذا ہمیں اس سے بچنا چاہیے کہ ان سے مشابہت نہ ہو۔ جبکہ سنی بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ کونڈوں کا ختم دلانا، جائز ہے۔ اب آپ رہنمائی فرمادیں کہ صحیح کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مسلمان عام طور پر 22 رجب کو بالخصوص حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایصال ثواب کے لیے ہی کھانے وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں اور قرآن مجید و فاتحہ وغیرہ پڑھواتے ہیں، جس کو "کونڈے" کہا جاتا ہے۔ یہ شرعاً بالکل جائز ہے۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کونڈوں کے متعلق فرماتے ہیں: "اسی طرح ماہ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصالِ ثواب کے لیے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں، یہ بھی جائز مگر اس میں بھی اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی کر رکھی ہے، یہ بے جا پابندی ہے۔"
(بہار شریعت، جلد3، حصہ16، صفحہ643، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مزید فرماتے ہیں: "امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کونڈے بھرنا اور اس پر فاتحہ وغیرہ پڑھ کر ایصال ثواب کرنا، جائز ہے۔ اس کی اصل یہی ہے کہ ایصال ثواب جائز ہے۔ حدیث اور فقہ سے اس کا جواز ثابت ہے، جب تک کسی خاص صورت میں ممانعت ثابت نہ ہو۔ اس کو ناجائز بتانا اللہ ورسول اور شریعت پر افترا کرنا ہے۔"
(فتاوی امجدیہ، جلد1، حصہ1، صفحہ365، مکتبہ رضویہ، کراچی)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رجب کے کونڈوں کے بارے فرماتے ہیں: "اس مہینہ کی 22 تاریخ کو ہندوپاک میں کونڈے ہوتے ہیں، یعنی نئے کونڈے منگائے جاتے ہیں اور سوا پاؤ میدہ، سوا پاؤ شکر، سوا پاؤ گھی کی پوریاں بنا کر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرتے ہیں۔"

(اسلامی زندگی، صفحہ76، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مزید فرماتے ہیں: "رجب کے مہینہ میں 22 تاریخ کو کونڈوں کی رسم بہت اچھی اور برکت والی ہے۔ مگر اس میں سے یہ قید نکال دو کہ فاتحہ کی چیز باہر نہ جائے اور لکڑی والے کا قصّہ ضرور پڑھا جائے۔"

(اسلامی زندگی، صفحہ80، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

محض اس بات کی وجہ سے اس ختمِ پاک کو ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا کہ 22 رجب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا دن ہے۔ اس دن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا وصال نہیں ہوا، کیونکہ اولاً تو 22 رجب کو حضرت امیر معاویہ کی تاریخ وفات قرار دینا کوئی یقینی امر نہیں ہے، بلکہ یہ آپ کی تاریخ وفات کے بارے منقول اقوال میں سے ایک قول ہے، کیونکہ مؤرخین کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال شریف ساٹھ ہجری میں ہوا، لیکن تاریخ کیا تھی؟ اس میں چار اقوال ہیں: (1) یکم رجب المرجب (2) 4 رجب المرجب (3) 15 رجب المرجب (4) 22 رجب المرجب۔

المحبر، جلد1، صفحہ 21 پر آپ کی تاریخ وفات یکم رجب، مشاہیر علماء الامصار، جلد1، صفحہ 86 پر 15 رجب اور تاریخ خلیفہ بن خیاط، جلد1، صفحہ 226 پر 22 رجب لکھی ہے، جبکہ تاریخ طبری جلد5، صفحہ 324 پر مذکورہ تینوں اقوال اور البدایہ والنہایہ میں چارا قوال مذکور ہیں۔ البدایہ والنہایہ میں ہے": لا خلاف أنه رضی اللہ عنه، توفی بدمشق فی رجب سنة ستين. فقال جماعة: ليلة الخميس للنصف من رجب سنة ستين. وقيل: ليلة الخميس لثمان بقين من رجب سنة ستين. قاله ابن إسحاق وغير واحد. وقيل: لأربع خلت من رجب. قاله الليث. وقال سعد بن إبراهيم: لمستهل رجب" ترجمہ: اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رجب 60 ہجری میں دمشق میں وصال فرمایا۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ جمعرات کی رات 15 رجب 60 ہجری کو، ایک قول یہ ہے کہ جمعرات کی رات 22 رجب 60 ہجری کو، یہ ابن اسحاق اور دیگر کا قول ہے، ایک قول ہے کہ 4 رجب کو، یہ لیث کا قول ہے، سعد بن ابراہیم نے کہا: یکم رجب کو۔

(البدایہ والنہایہ، ترجمۃ معاویہ، جلد11، صفحہ458، دار ھجر)

اگر بالفرض 22 رجب ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا دن ہو، تب بھی اس وجہ سے اس دن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ایصال ثواب کرنا ممنوع نہیں ہو سکتا کہ ایک دن میں کسی بزرگ کا انتقال ہونا، اس دن کسی دوسرے بزرگ کو ایصال ثواب کرنے کی ممانعت کی وجہ نہیں بن سکتا۔ اسی طرح اِس دن حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ کا وصال نہ ہونے سے اس دن آپ کو ایصال ثواب کرنا تو ممنوع نہیں ہو جائے گا کہ ایصال ثواب احادیث سے مطلقاً ثابت ہے۔ جب بھی کیا جائے درست ہے۔ چاہے وہ وصال کا دن ہو یا نہ ہو اور یہ بات بالکل واضح ہے۔

مزید یہ کہ کونڈوں کے ختم کو بدمذہبوں کا طریقہ کہہ کر ممنوع قرار دینا اور اس سے بدمذہبوں سے تشبہ سمجھنا بھی باطل ہے، کیونکہ کفار و بدمذہبوں سے مشابہت کے ممنوع ہونے کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ وہی تشبہ ممنوع ہے جس میں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو یا وہ شے ان بدمذہبوں کا شعار خاص ہو یا اس چیز میں فی نفسہ شرعاً کوئی حرج ہو، بغیر ان صورتوں کے ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں۔ درمختار اور بحر الرائق میں ہے):والنظم للثانی "(التشبیه بأهل الکتاب لا یکره فی کل شیء وإنا نأکل ونشرب کما یفعلون إنما الحرام هو التشبه فیما کان مذموما وفیما یقصد به التشبیه کذا ذکره قاضی خان فی شرح الجامع الصغیر "ترجمہ: ہر چیز میں اہل کتاب سے مشابہت مکروہ نہیں جیسا کہ ہم بھی کھاتے پیتے ہیں اور وہ بھی کھاتے پیتے ہیں۔ ان سے تشبہ اُن کاموں میں حرام ہے جو مذموم یعنی برے ہیں یا جن میں مشابہت کا ارادہ کیا جائے، امام قاضی خان نے شرح جامع صغیر میں ایسے ہی ذکر فرمایا ہے۔ (البحر الرائق، کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، جلد2، صفحہ11، دار الکتاب الاسلامی)

علامہ ملا علی قاری منح الروض میں فرماتے ہیں: "انا ممنوعون من التشبیه بالکفرة واهل البدعة المنکرة فی شعارهم لا منهیون عن کل بدعة ولو کانت مباحة سواء کانت من افعال اهل السنة او من افعال الکفر واهل البدعة فالمدار علی الشعار "ترجمہ: ہمیں کافروں اور منکرین، بدعات کے مرتکب لوگوں کے شعار کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے، ہر بدعت میں مشابہت سے منع نہیں کیا گیا، ہاں اگر وہ بدعت جو مباح کا درجہ رکھتی ہو اس سے نہیں روکا گیا، خواہ وہ اہلسنت کے افعال ہوں یا کفار اور اہل بدعت کے۔ لہٰذا مدارِ کار شعار ہونے پر ہے۔

(منح الروض الازھر علی الفقہ الاکبر، فصل فی الکفر صریحا و کنایۃ، صفحہ496، دار البشائر الاسلامیہ)

البتہ تشبہ کی نیت کا نہ ہونا تو ظاہر ہے اور مدعی نے اس کو وجہ ممانعت بھی نہیں قرار دیا اور فی نفسہ ایصال ثواب کرنے میں شرعی طور پر کوئی قباحت بھی نہیں۔ رہی یہ بات کہ کونڈوں کا ختم دلانا بدمذہبوں کا شعار خاص ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان کا شعار خاص نہیں ہے بلکہ 22 رجب کو کونڈوں کا ختم دلانا بہت مقامات پر سُنی مسلمانوں میں

بھی رائج ہے۔ہاں جو شخص اس کا دعویٰ کرے کہ کونڈوں کا ختم بد مذہبوں کا شعار خاص ہے، تو اُس پر لازم ہے کہ ثبوت پیش کرے، ورنہ بد مذہبوں کے ہر فعل سے مشابہت ممنوع نہیں۔ سیدی امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نماز عید کے بعد معانقہ کے عدم جواز پر بطور دلیل پیش کی ہوئی ایک عبارت، جو اس بات پر مشتمل تھی کہ " نماز کے بعد مصافحہ کرنا سنتِ روافض ہے" کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "یوں ہی مصافحہ بعد نماز فجر وعصر اگر کسی وقت کے روافض نے ایجاد کیا اور خاص ان کا شعار رہا ہو، اور بدیں وجہ اس وقت علماء نے اہلسنت کے لئے اسے ناپسند رکھا ہو تو معانقہ عید کا زبردستی اسی پر قیاس کیونکر ہو جائے گا، پہلے ثبوت دیجئے کہ یہ "رافضیوں کا نکالا اور انہیں کا شعار خاص ہے۔" ورنہ کوئی امر جائز کسی بد مذہب کے کرنے سے ناجائز یا مکروہ نہیں ہو سکتا۔ لاکھوں باتیں ہیں جن کے کرنے میں اہلسنت وروافض بلکہ مسلمین و کفار سب شریک ہیں۔ کیا وہ اس وجہ سے ممنوع ہو جائیں گی؟

بحر الرائق ودر مختار ورد المحتار وغیرہا ملاحظہ ہوں کہ بد مذہبوں سے مشابہت اُسی امر میں ممنوع ہے، جو فی نفسہٖ شرعاً مذموم یا اس قوم کا شعار خاص یا خود فاعل کو ان سے مشابہت پیدا کرنا مقصود ہو ورنہ زنہار وجہ ممانعت نہیں۔"

(فتاوی رضویہ، جلد8، صفحہ624، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری

21 رجب المرجب 1441ھ/17 مارچ 2020ء

المفتی
دار الافتاء اہلسنت
darulifta@dawateislami.net

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے